عامر منظور
پی۔ایچ۔ڈی سکالر (اردو)، وفاقی اردو یونی ورسٹی اسلام آباد۔
ڈاکٹر محمد وسیم انجم
صدر شعبہ اردو، وفاقی اردو یونی ورسٹی اسلام آباد۔
ڈاکٹر انور علی
استاد شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور۔

فروغ اردو ادب میں پنجاب پولیس کا کردار

Aamir Manzoor
Ph.D. scholar (Urdu), Federal Urdu University Islamabad
Dr. Muhammad Waseem Anjum
Head of Urdu Department, Federal Urdu University Islamabad
Dr. Anwar Ali
Assistant Professor, Department of Urdu, Islmia College University, Peshawar.

The Role of Punjab Police in the Promotion of Urdu Literature

Police is an organized and second largest force after armed forces of Pakistan. The most delighted duty of police is to maintain law and order in the country. Police combat with organized and un-organized crimes likewise, theft, fraud, dacoity, cheating and terrorist activities. The sole responsibility of police is to protect human lives and their properties. In line of duty thousand copes embraced martyred from all ranks of police, police officials/officers not only severed humanity, its also render service for the propagation of Urdu literature. Like other institutions, Punjab Police officers and employees also made a name for themselves in various genres of literature (poetry and prose) by playing their part in the promotion of the national language Urdu.

Key words: *Police, Urdu Literature, Punjab, Officers, Law, Crimes, Cheating.*

پولیس پاکستان کا دوسرا بڑا منظم ادارہ ہے۔ اس کا آغاز قیام پاکستان سے نہیں بلکہ اس کی ابتداء خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں "الاحداث" کے نام سے ہوئی۔

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور قدامہ بن نطعون کو بحرین پر صاحب الاحداث بنا کر اختیارات دیے۔"(۱)

پاک وہند میں محکمہ پولیس کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں فعال کر کے اسکے ذمے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہر نوع کے مفادات کی نگہداشت اور فروغ کے ساتھ ساتھ امیر لوگوں کے جان ومال کی حفاظت تھی۔ بعد میں یہی لوگ چوکیداری سے کوتوال بنے۔ ان کو نجی و تجارتی مفادات کے تحفظ، نجی قوانین کے نفاذ اور اجتماعی مفادات سونپ کر ذمہ دار ادارہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے موجودہ زمانہ میں محکمہ پولیس کو بے شمار اختیارات سونپ دیئے گئے۔ جن میں معاشرے میں ہونے والے بگاڑ، لوگوں کی عزتیں بچانے، انفرادی و اجتماعی آزادی کا تحفظ، معاشرے میں وحشت و دہشت کا خاتمہ، عدم تحفظ، بدامنی، انفرادی واجتماعی مسلح یا غیر مسلح تنازعوں ،ناانصافی کی صورت میں عدل وانصاف کے حصول میں معاونت، ملک کے اندرونی ہنگاموں کو خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹنے، عوام کو اعتماد میں لے کر معاشرے کے منفی پہلوؤں کو مثبت پہلوؤں کی طرف موڑنے، بچوں، عورتوں اور بزرگوں کو تحفظ فراہم کرنے، قبضہ گروپوں، جیب تراشوں، قمار خانوں کے خلاف بلا امتیاز کارروائیوں، مالیہ وصول کرنے، قرضوں کی بازیابی، ناجائز تجاوزات، بند سڑکوں کو کھولنے ضلعی وصوبائی اور قومی انتخابات کروانے، مساجد، امام بارگاہوں، بسوں اور اڈوں کو دہشت گردوں کے حملوں سے روکنا، ملزمان کو پکڑنا، حوالات اور جیلوں میں بند کروانا اور عدالتوں میں پیش کروانا پولیس ہی کے ذمہ ہے۔

مجموعی طور پر یوں کہہ سکتے ہیں کہ معاشرے کے سماجی، تجارتی، معاشرتی واخلاقی خرابیوں اور قوانین کی خلاف ورزیوں کو روکنے کی خاطر ایک ادارہ محکمہ پولیس تشکیل دیا گیا۔

کسی ادبی تنظیم، سکول وکالج یا کسی اردو ادارے کے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اردو زبان وادب کی خدمت کی جائے تو اس کی سمجھ آتی ہے لیکن اگر کوئی پولیس افسر اپنی محکمانہ ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے کے ساتھ اردو زبان وادب کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہو تو اچھا ضرور لگتا ہے۔ عام طور پر یہ خیال کتنا درست نظر آتا ہے کہ پولیس والوں کی زندگی سخت اور عجیب ہوتی ہے اور ساتھ ہی زبان کی تلخی اور کڑواہٹ واضح نظر آتی ہے لیکن شہد اگر نیم کے پیڑ پر لگا ہو تو زیادہ مفید ہو جایا کرتا ہے۔ یہاں پر قرآن حکیم کی آیت ۲۵۳ میں آتا ہے کہ

"ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی"[۲]

پولیس کے بارے اگر لوگوں کی رائے کو دیکھا جائے تو پولیس والے کرپٹ، ظالم اور بے لحاظ لوگ ہیں۔ تشدد اور مظالم کے نئے نئے طریقے اپناتے ہیں۔اچھے اور برے کی پہچان نہیں رکھتے۔ شکل سے کرخت نظر آتے ہیں اور معاشرے کے لیے خوف کی علامت ہیں۔ اگر ان سب رائے کو جمع کیا جائے تو ایک مکروہ اور کرخت اور خوفناک چہرہ بنتا ہے۔ مگر اس کے برعکس جو لوگ پولیس افسر کو بد اخلاق یا خشک مزاج سمجھتے ہیں یا جن کے دماغوں میں یہ بات گردش کر رہی ہے کہ لوگوں کے جان ومال کی حفاظت کرنے والے لوگ علم وحکمت کی باتیں نہیں جان سکتے۔ وہ جان لیں کہ علم وادب میں اس محکمے کا بہت بڑا حصہ ہے۔ پولیس افسران صرف اہل سنگ ہی نہیں اہل دل اور اہل ادب بھی ہیں۔ یہ لوگ سماج دشمن عناصر کے لیے موت اور سیسہ پلائی دیوار ہیں اور اپنوں کے لیے نرم گوشہ اور ریشم کی طرح نرم ہیں۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری میں انہی افسران کے بارے میں کہا تھا

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن[۳]

اور ملکہ ترنم نور جہاں نے پنجابی زبان میں انہی کے لیے گیت گایا تھا۔

ایہہ پتر ہٹاں تے نئیں وکدے
کی لبھنی ایں وچ بازار کڑے[۴]

محکمہ پولیس میں لکھنے والوں کی کمی نہ ہے۔ وہ اپنی تمام تر محکمانہ ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ اہل کتاب بھی ہیں۔ ان میں ہر رینک کے پولیس افسران شامل ہیں۔ جو بہترین صحافی، کالم نگار، محقق، نقاد، مزاح نگار، نثر نگار، افسانہ نگار، ناول نگار، ڈرامہ نگار، سفر نامہ نگار، سوانح نگار اور شاعر ہیں۔ ان کی فہرست پر نگاہ دوڑائی جائے تو محکمہ کے سربراہ (آئی جی سے لے کر کنسٹیبلان تک) بہت سے چہرے سامنے آتے ہیں۔ جن کو اہل ادب کبھی نہیں بھول پائیں گے۔ جن میں۔

انسپکٹر جنرل صاحبان	ڈپٹی انسپکٹر جنرل صاحبان	سینئر سپرنٹنڈنٹ / سپرنٹنڈنٹ پولیس	انسپکٹر پولیس
• سردار محمد چوہدری	• غلام رسول زاہد	• طاہر عالم خان	• میاں علاوالدین
• ذوالفقار احمد چیمہ		• کیپٹن (ر) لیاقت علی ملک	• احمد عدنان طارق
• حاجی حبیب الرحمن		• احمد خان چدھڑ	
		• نیلمہ ناہید درانی	

سب انسپکٹر/ اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کنسٹیبلان	کنسٹیبلان	کلریکل سٹاف
• ماجد جہانگیر مرزا	• بشیر احمد ندیم (بی۔اے ندیم)	• شکور احسن	• عمران اعظم رضا (اے۔ڈی۔پی)
• رانا اصغر علی اصغر		• ندیم اصغر	• محمد ریاض شاہد (ایم۔آر شاہد)
• عمر شاہد تگہ		• علی عبداللہ حسرت	
• کامران احمد قمر		• اسد عباس عابد	
		• محمد عباس	

سردار محمد چوہدری نے محکمانہ فرائض کے ساتھ اردو نثر میں بیش بہا اضافہ کرتے ہوئے نو(۹) کتابیں لکھیں جن میں اقوال زریں پر مشتمل "بات مختصر" دس جلدوں میں شائع کروا کر ثابت کر دیا کہ پنجاب پولیس میں محکمانہ فرائض کی بجا آوری کے ساتھ قومی زبان اردو کا تحفظ بھی سینہ تان کر کرتی ہے۔ سردار محمد چوہدری کی کتاب "پنجاب پولیس سچ کیا ہے" میں پروفیسر عبدالجبار شاکر ڈائریکٹر بیت الحکمت لاہور پنجاب پولیس کے سب سے بڑے سچ کے بارے میں یوں رقم طراز ہے کہ

"پولیس کے سپاہی اور افسر اپنے شہریوں کے سکون کو برباد کرنے والے عفریتوں کے خلاف کس طرح سینہ تان کر کھڑے ہوتے ہیں۔ عوام کی دلہنوں کے سہاگ کو بچانے کے لیے اپنی دلہنوں کا سہاگ لٹا دیتے ہیں۔ دوسروں کے بچوں کو یتیمی کے داغ سے محفوظ کرنے کے لیے اپنے بچوں کو یتیمی کا داغ سجا دیتے ہیں"۔(۵)

عام محفل میں جب بھی پولیس کے قول و فعل پر بات کی جائے تو جواب ہمیشہ منفی میں آتا ہے۔ مگر اہل ادب و ذوق رکھنے والے لوگ، بات کو ناپ تول کر کرتے ہیں۔

ذوالفقار احمد چیمہ پولیس میں ایک مثبت کردار کا حامل پولیس افسر ہے۔ جو پولیس کے لیے ایک رول ماڈل کی حثیت رکھتا ہے۔ ان کی ایمانداری، اجلے کردار، قومی و ملی محبت، فرض شناسی، امن و امان کے قیام دیانتداری اور بہادری میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کے لکھے ہوئے حالات حاظرہ کے کالموں پر مشتمل دو(۲) کتابوں (دوٹوک، دوٹوک باتیں) پر بے شمار اہل علم و دانش اور ملکی سیاست کے بلند پایہ لوگوں نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔

ان کے بارے میں رائے دیتے ہوئے سعد اللہ شاہ کالم نگار یوں رقم طراز ہیں کہ

"ذوالفقار احمد چیمہ اس متعفن معاشرے میں خوشبو کی طرح ہیں وہ اس روشی کی طرح ہیں جو جہالت کی تیرگی کو پاتی ہوئی راہ منور کر دیتی ہے جو بہت کم ایسا ہوتا ہے قوم و فعل یکجا ہو جائے۔ ملک کے محسن اور پولیس کے رول ماڈل ذوالفقار احمد چیمہ نے یہ کر دیکھایا۔ اب کہ خلوص کا والہانہ پن ہے کہ ان کہ جذبات ان کہ الفاظ میں خود بخود ڈھل جاتے ہیں"۔(۶)

پولیس افسر ہی کی بہادری، دیانتداری اور کردار کے بارے میں عطا الحق قاسمی یوں رقم کرتے ہیں کہ

"دیانتداری، بہادری اور اعلی کردار کے پیکر کا نام ذوالفقار احمد چیمہ ہے۔ کتاب میں ان کے کردار کی جھلک بھی ہے۔ اور اعلی معیار کا طنز و مزاح بھی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر ذوالفقار احمد چیمہ صاحب کو چیف الیکشن کمیشن پاکستان مقرر کیا جائے تو کوئی شخص الیکشن کی شفافیت پر انگلی نہیں اٹھائے گا۔ ہمارے ہاں دانشوروں کی پوری

کھیپ ، عوام کو مایوس کے اندھیروں میں دھکیلنے کی کوشش میں مشغول ہے مگر "دوٹوک باتیں" قارئین میں امید کی برقی توانائی کی لہر دوڑا دیتی ہے۔ ذوالفقار احمد چیمہ کو پڑھتے جائیں پاکستان کی سلامتی کوئی اور استحکام کے لیے آپ کے دل سے دعائیں بھی نکلیں گی اور اس خوشخبری کی چاپ بھی آپ کو سنائی دیتی رہے گی کہ پاکستان ایک عظیم ملک ہے چیمہ صاحب نے نثر بھی خوبصورت لکھی اور طنز و مزاح کا تڑکا بھی خوب لگایا ہے"۔ (۷)

طاہر عالم خان:

ایک ذمہ دار اور الگ شناخت رکھنے والے پولیس افیسر ہیں جنہوں نے اپنی سروس کے دوران نا قابل فراموش واقعات کو فرضی ناموں کے ساتھ خوبصورت سلیس نثر میں بیان کیا تا کہ لوگ مخبروں اور جرائم کے بارے میں جان سکیں۔ جو بھی شخص محکمہ پولیس میں بھرتی ہوتا ہے۔ وہ پیشہ ورانہ فرائض میں معاشرے کو جرائم پیشہ افراد، ظلم و زیادتی اور برائیوں سے بچاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اہل کتاب ہونا قابل داد ہے۔ طاہر عالم کے بارے رائے دیتے ہوئے سردار احمد چوہدری لکھتے ہیں۔

"مخبر کہانی" کی ہر کہانی کا کمال یہ ہے کہ کہانی کار ہر کہانی میں بہ نفس نفیس ایک کردار کے طور پر موجود ہے۔ ان کہانیوں کا جائزہ لیتے ہوئے آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ کہانیاں آپ بیتی، ہڈ بیتی اور سرگزشت کا خوبصورت آمیختہ ہیں۔ اور ہمیں بتائی ہیں کہ سماج دوست اور جرائم دشمن پولیس افسران و اہلکاران کن ناساز حالات میں کام کرتے ہیں اور جرم کی تہہ تک پہنچنے کے لیے انہیں آگ کے کن کن دریاؤں کو تیر کر عبور کرنا پڑتا ہے "مخبر کہانی" کا حرف حرف قاری کو یاد دلاتا ہے کہ سماج دشمن عناصر کے ٹھکانوں کا سراغ لگانا، مجرموں کے نیٹ ورک کو توڑنا اور ان کی مذموم سرگرمیوں کا راستہ روکنا صرف فرض شناس پولیس افسران کا ہی نہیں بلکہ وطن دوست اور امن پسند شہری حلقوں کا بھی فرض ہے"۔ (۸)

لیاقت علی ملک:

ان کی نظم و نثر میں صوفیانہ کلام کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ تمام شعراء ضروری نہیں کہ تمام اصناف کو موضوع سخن بنائیں اور اگر وہ ایک سے زیادہ موضوعات پر قلم اٹھائیں تو بھی ضروری نہیں کہ تمام اصناف میں اپنا نام پیدا کریں مگر لیاقت علی ملک (SP پنجاب پولیس) نے نظم و نثر دونوں میں طبع آزمائی کی اور اپنا نام پیدا کیا۔ عباس تابش ان کے اسلوب کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ

> "مجھے لگتا ہے کہ وہ نثر یا شاعری محض اپنی کیفیات کو ممکنہ حد تک بیان کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں ان کے قلم میں اتنا خلوص ہوتا ہے کہ وہ اسلوب ہے۔ ان کی اس مستانہ روش میں ایک اسلوب وضع ہو گیا ہے جسے کیپٹن (ر) لیاقت علی ملک کا اسلوب کہا جا سکتا ہے۔"(۹)

نثر کے ساتھ ساتھ پنجاب پولیس کے افسران نے نظم کی طرف بھی خصوصی توجہ دی اور دوسرے شعراء کی طرح جنگ و جدل ہو یا امن۔ ادب میں شاعری ایک ایسا وسیلہ اظہار ہے جو تمام سننے والوں اور دیکھنے والوں کو متاثر کرتی ہے۔ اہل ادب نے اُردو شاعری کو کئی اقسام میں تقسیم کیا ہے جن میں حمد، نعت، منقبت، واسوخت، گیت، مرثیہ، غزل، مثنوی، رباعی، قطعہ، مسمط، مستزاد، سانیٹ اور ہائیکو وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق پبلیشرز شاہ محمد اشرف کشمیری بازار، لاہور، ۱۹۳۹ء ص ۳۳۳۔

۲۔ القرآن الحکیم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۳۔

۳۔ ضرب کلیم، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، ایجوکیشن پبلشنگ ہاوس علی گڑھ، ۲۰۰۳ء ص ۴۲۔

۴۔ صوفی غلام مصطفٰی تبسم روزنامہ نوائے وقت ۱۶ اگست ۲۰۱۸ء لاہور۔

۵۔ عبدالجبار شاکر پروفیسر، مضمون، پنجاب پولیس سچ کیا ہے۔ سردار محمد چوہدری، کتاب سرائے پبلشرز۔ لاہور۲۰۰۳ء ص ۱۲۔

۶۔ سعد اُللہ شاہ، کالم نگار، دوٹوک باتیں، ذوالفقار احمد چیمہ، ماوراپبلشرز لاہور ۲۰۱۷ ص ۱۴۔

۷۔ عطاالحق قاسمی، کالم نگار، دوٹوک باتیں، ذوالفقار احمد چیمہ، ماوراپبلشرز لاہور ۲۰۱۷ء ص ۱۲۔

۸۔ سردار محمد چوہدری، ابتدائیہ، مخبر کہانی، طاہر عالم خان، دن پبلشر لاہور ۲۰۰۵ء۔

۹۔ عباس تابش، مضمون، حاصل لا حاصل، کیپٹن (ر) لیاقت علی ملک، سنگ میل پبلشرز لاہور، ۲۰۱۶ ص ۳۶۔